از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:28 ستمبر،1955

بیدراج

بنام

دی سٹیٹ آف اترپردیش۔

[ویوین بوس، جگندھاداس اور بی پی سنہا جسٹس صاحبان]

سزا، کا اضافہ -عدالت عالیہ کی طرف سے -اس پر لاگو ہونے والے اصول۔

سزا کا سوال صوابدیدی کا معاملہ ہے اور یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ جب صوابدیدی کو قبول شدہ عدالتی خطوط پر مناسب طریقے سے استعمال کیا گیا ہے، تو اپیلٹ عدالت کو ملزم شخص کے توضیحی میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے سوائے بہت مضبوط وجوہات کے جن کا انکشاف فیصلے کے سامنے کیا جانا چاہیے۔

اضافہ کے معاملے میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے جب منظور شدہ سزا کافی سزا عائد کرتی ہے۔ مداخلت کا مطالبہ صرف اس صورت میں کیا جاتا ہے جب یہ واضح طور پر ناکافی ہو۔

حالات میں اور موجودہ مقدمے کے تمام تحفظات کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ ماننا ناممکن تھا کہ سیشن جج نے ٹھوس سزا نہیں دی۔

عدالت عظمیٰ نے عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی سزا کو کالعدم قرار دے دیا اور سیشن جج کی سزا کو بحال کر دیا کیونکہ عدالت عالیہ کی طرف سے سیشن جج کی طرف سے دی گئی سزا کو واضح طور پر ناکافی سمجھنے کے لیے کوئی مناسب وجہ نہیں بتائی گئی تھی۔

دلیپ سنگھ بنام ریاست پنجاب ([1954] ایس سی آر 145) اور نر سنگھ بنام ریاست اتر پردیش ([1955] 1ایس سی آر 238)، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 88، سال 1954۔

فوجداری اپیل نمبر 377، سال 1953 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 7 جنوری 1954 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، جو فوجداری ترمیم نمبر 461، سال 1953 سے منسلک ہے، جو سیشن ٹرائل نمبر 113، سال 1952 میں میرٹھ میں ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت کے 17 نومبر 1952 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوا تھا۔

بی بی تو کلے، (کے پی گپتا، اس کے ساتھ)، اپیل کنندہ کے لیے۔

مدعاعلیہ کی طرف سے کے بی استھانہ اور سی پی لال۔

28.1955 ستمبر۔

عدالت کا فیصلہ بوسے جسٹس نے دیا تھا۔ یہاں واحد سوال سزا کے بارے میں ہے۔

اپیل کنندہ بید راج و دیگر سری چند پر مشترکہ طور پر ایک فیرو کے قتلِ عمد کا الزام عائد کیا گیا۔ سیشن جج نے بید راج کو مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 304 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے تین سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ اس نے سری چند کو بری کر دیا۔

بید راج نے عدالت عالیہ میں اپیل کی اور اس عدالت نے سماعت کے لیے اپیل قبول کرنے پر اپیل گزار کو نوٹس جاری کیا کہ سزا میں اضافہ کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔ اپیل اور نظر ثانی کی سماعت ایک ساتھ ہوئی۔ اپیل خارج کر دی گئی اور عدالت عالیہ نے سزا بڑھا کر دس سال کر دی۔

اب، اگرچہ اسے بڑھانے کے ہائی کورٹ کے اختیار پر کوئی حد نہیں لگائی گئی ہے، اس کے باوجود یہ ایک عدالتی عمل ہے اور صوابدیدی کے استعمال سے متعلق تمام عدالتی کارروائیوں کی طرح، معروف عدالتی خطوط پر استعمال کیا جانا چاہیے۔ ہمارے سامنے واحد سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ معاملے میں ان خطوط کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

وہ حقائق جو سیشن جج کے ذریعے پائے گئے ہیں اور عدالت عالیہ کے ذریعے قبول کیے گئے ہیں، فاضل سیشن جج کے فیصلے کے ابتدائی پیرا گراف میں پائے جاتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

"بید راج ملزم کا بیٹا روپ چند اپنے مویشی خانے کے قریب ایک کھلی جگہ سے متوفی فیرو کے بیلوں کا گوبر نکال رہا تھا۔ فیرو نے لڑکے کے سامنے احتجاج کیا اور اس ٹوکری کو الٹ دیا جس میں لڑکے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نے گوبر ڈالا تھا۔دونوں ملزم جو بھائی ہیں پھر اپنے ہی مویشی خانے سے جائے وقوعہ پر آئے جو قریب ہی تھااور ان کے اور فیرو کے درمیان بدسلوکی کا تبادلہ ہوا۔ملزم سری چند نے پھر فیرو کو کمر سے پکڑ لیا اور بید راج کے ملزم نے چاقو نکال کر اسے 3 یا 4 جگہوں پر چھرا گھونپ دیا۔اس کے بعد چاقو متوفی کی گردن میں چپکا ہوا چھوڑ دیا گیااور ملزم بھاگ گیا۔"

یہ حملہ 23 فروری 1952 کی صبح تقریباً 8 بجے ہوا۔فیرو کو ہسپتال لے جایا گیااور میڈیکل آفیسر ڈاکٹر فتح سنگھ نے اس کا معائنہ کیااور پتہ چلا کہ وہ صدمے کا شکار ہے۔اس نے خود شخص پر تین گھاو پائے: تمام "سادہ"۔انہوں نے ان کی تفصیل درج ذیل بیان کی:"

(1) کٹے ہوئے اور نقش شدہ گھاو ¾" x ¼" x ½" گردن،دائیں طرف کا نچلا حصہ۔

(2) کٹے ہوئے گھاو $\frac{1}{3}$" x $\frac{1}{3}$ x1 دائیں تکونی حصے کا سامنے اور نچلا حصہ اوپر سے نیچے کی طرف۔

(3) کٹے ہوئے گھاو $\frac{1}{2}$" x $\frac{1}{4}$" x $\frac{1}{6}$" معدے کااوپری حصہ"۔اس نے کہا۔

"جب فیرو کو ہسپتال میں داخل کیا گیاتو وہ صدمے میں تھا لیکن اس کی حالت خطرناک نہیں تھی۔................جب فیرو آیاتووہ بول سکتا تھا۔وہ بے ہوش نہیں تھا۔چونکہ وہ صدمے میں تھا اس لیےاس وقت نزاء کا بیان ریکارڈ کرنے کے لیے کوئی رپورٹ نہیں کی گئی۔...............میں موت کی قطعی وجہ نہیں بتا سکتا۔میں نہیں بتا سکتا کہ اس طرح کی چوٹ موت کا سبب بن سکتی ہے یا نہیں۔میرے ہسپتال پہنچنے کے بعد فیرو کی گردن سے کوئی خون نہیں نکلا تھا۔"گھاوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ڈاکٹر نے کہا۔

"فیرو کے شخص پر 2 اور 3 چوٹیں جو کٹے ہوئے گھاو تھے، نقش نہیں ہوئے تھے۔انہیں تیز دھار والے ہتھیار سے مارنا ممکن نہیں تھا۔"

ڈاکٹر نے اپیل کنندہ کا بھی معائنہ کیا اور ایک معمولی سی چوٹ دریافت ہوئی، جو کسی سادہ دھندلے ہتھیار کی وجہ سے ہو سکتی تھی۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ اور متوفی کے درمیان ہاتھا پائی ہوئی تھی جس میں اپیل کنندہ کی ناک پر وار کیا گیا تھااور ایک حد تک اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اپیل کنندہ اپنے دفاع میں کیا کہتا ہے، یعنی کہ فیرو اپیل کنندہ کے بیٹے روپ چند کو مار رہا تھا۔ وہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

وہاں گیا اور روپ چند کو نکالنے کی کوشش کی۔ فیرو نے اسے (اپیل کنندہ) مارنا شروع کر دیا اور اپیل کنندہ کو ناک پر مکا مار دیا گیا۔

فیرو کی گردن پر چوٹ کی گہرائی ایک انچ تھی۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر کہتا ہے۔

"جان بوجھ کر چھرا گھونپنے کی صورت میں ایک چاقو 1 یا 2 انچ تک گھس سکتا ہے۔"

فیرو 24 فروری 1952 کو یعنی حملے کے تقریباً 16 یا 17 گھنٹے بعد صبح تقریباً 1 بجے انتقال کر گئے۔ پوسٹ مارٹم ایک اور ڈاکٹر ڈاکٹر جے کے دویدی نے کیا۔ گردن پر لگنے والی چوٹ کو بیان کرتے ہوئے۔ جس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ دیگر دو معمولی تھے۔ انہوں نے کہا کہ خون کے جمنے والی چوٹ نمبر 1 موجود تھی اور وہ۔

"زخم نمبر 1 کے تحت دائیں جانب پھیپھڑے کا ابھار چھید گیا ہے اور اس کے گرد جمے ہوئے خون کی موجودگی پائی گئی ہے۔ دائیں پھیپھڑے (نوک) کے اوپری حصے کو" ½ x " ¼ "x ¼ کے لیے پنکچر کیا جاتا ہے۔ پھیپھڑوں کی سطح پر پھنسے ہوئے حصوں کے چاروں طرف خون موجود ہوتا ہے۔ بیرونی شہ رگ کی ایک شاخ کو چوٹ نمبر 1 کے تحت دائیں طرف گردن میں تقسیم کیا گیا تھا۔................ موت گردن میں چوٹ لگنے کے نتیجے میں صدمے اور خون بہنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔"

جرح میں انہوں نے کہا۔

"یہ ممکن اور ناممکن بھی تھا کہ خون بہنا روکا جا سکے۔ چوٹ نمبر 1 جیسی چوٹ سے موت کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔" شواہد کا جائزہ لینے کے بعد فاضل سیشن جج نے فیصلہ دیا۔"

"یہ واضح ہے کہ پورے منظر میں صرف چند لمحات لگے۔ دونوں ملزم ایک لمحے کی گرمی میں رہے ہوں گے اور اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بھی کوئی کام کرنے کے بارے میں سوچ سکے، سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ یہ بات واضح ہے کہ چاقو سے لگنے والی چوٹوں سے موت کا امکان تھا لیکن وہ ایک ایسے وقت میں ہوئے جب فریقین اشتعال انگیزی میں تھیں اور اچانک لڑائی ہوئی تھی اور پہلے سے سوچنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس کی وجہ سے، اور یہ دیکھتے ہوئے کہ قبل از وقت قیاس آرائی کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، اس نے دوسرے ملزم کو بری کر دیا، اور ان حالات کی وجہ سے اس نے سوچا کہ تین سال کافی سزا ہوگی اور اپیل گزار کو اسی کے مطابق سزا سنائی۔ یہ 17-11-1952 پر تھا۔

اپیل کنندہ نے 13-12-1952 پر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی اور اس کے بعد عدالت نے اسے نوٹس جاری کیا کہ سزا میں اضافہ کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔ عدالت عالیہ نے 7-1-1954 کو بڑھانے کی ہدایت کی۔

اسی دن ریاستی حکومت نے یو۔ پی۔ قیدیوں کی آزمائشی مدت پر رہائی ایکٹ، 1938 کی دفعہ 2 کے تحت، سیشن عدالت کی طرف سے عائد سزا کی مکمل مدت کے لیے، اپیل کنندہ کو آزمائشی مدت پر رہا کرنے کا حکم دیا۔ ہمیں ریاستی حکومت کے حکم سے کوئی تعلق نہیں ہے سوائے اس کے کہ جہاں تک یہ اس خیال کی نشاندہی کرتا ہے کہ حکومت نے اپیل کنندہ کے ماضی اور جیل میں ہونے والے طرز عمل کو لیا ہے، وہ معاملات جو سزا کے سوال کا تعین کرتے وقت عدالت کے غور کے لیے بھی متعلقہ ہیں: ایک قیدی کو اس ایکٹ کے تحت جانچ پڑتال پر تب ہی رہا کیا جا سکتا ہے جب ریاستی حکومت مطمئن ہو۔

"اس کے ماضی اور جیل میں اس کے طرز عمل سے کہ اگر وہ جیل سے رہا ہو جاتا ہے تو اس کے جرم سے پرہیز کرنے اور پرامن زندگی گزارنے کا امکان ہے۔"

یہ حقائق عدالت عالیہ کو اس وقت معلوم نہیں تھے جب اس نے اضافہ کا حکم دیا تھا، لیکن یہ ہمارے غور کے لیے متعلقہ معاملہ ہے کیونکہ اپیل ہمارے سامنے ہے۔

اب عدالت عالیہ ان حالات کے بارے میں سیشن جج کے نتائج کو قبول کرتی ہے جن میں جرم ہوا تھا۔ وہ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ حملہ قبل از وقت نہیں کیا گیا تھا اور اچانک جھگڑا ہوا تھا اور یہ کہ حملے غصے کی شدت میں کیے گئے تھے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جوابی بدسلوکی ہوئی تھی اور وہ اپیل کنندہ کی ناک پر کھرچنے کو دیکھتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کا ماننا ہے کہ

"یہ ممکن ہے کہ یہ چوٹ اپیل کنندہ کو متوفی کی اپیل کنندہ کے حملے کے خلاف مزاحمت کرنے کی کوشش میں ملی ہو۔ اس لیے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ ایک بہت ہی نیم دلی سے کیا گیا نتیجہ ہے اور اس حقیقت کو نظر انداز کرتا ہے کہ تمام شکوک کا فائدہ ملزم کو دیا جانا چاہیے۔ اگر یہ صرف "ممکن" تھا کہ چوٹ اپیل کنندہ کے حملے کو روکنے کی فیرو کی کوشش کی وجہ سے تھی، تو یہ بھی اتنا ہی "ممکن" ہونا چاہیے کہ یہ ہاتھا پائی کے دوران موصول ہوئی ہو۔ اپیل کنندہ اپنے معائنے میں بالکل یقینی طور پر کہتا ہے کہ اس کی ناک پر لڑائی اور رگڑ تھی، جس کے بارے میں ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ یہ ایک دھندلے ہتھیار کی وجہ سے ہوا تھا، اس کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ فیرو نے اسے اپنی مٹھی سے مارا تھا۔ حالات اس بات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں کہ جھگڑا ہوا ہوگا۔ دوسرے ملزم کے آنے اور اسے کمر سے پکڑنے کی ضرورت کیوں ہونی چاہیے؟ جب گاؤں والے یا اس معاملے میں کوئی آدمی، تلخ الفاظ اور بدسلوکی کے تبادلے کے بعد لڑائیوں کا شکار ہوتا ہے، تو ابتدائی حملے کے خلاف تقریباً ہمیشہ مزاحمت ہوتی ہے۔ بہت کم ہی کوئی آدمی "دوسرے طرف توجہ مرکوز کرتا ہے"۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ واقعہ فیرو کے طاقت کے استعمال سے شروع ہوا تھا۔ یہ وہی تھا جس نے گائے کے گوبر کی ٹوکری پکڑی اور اسے الٹ دیا۔ اس سے جھگڑا ہوا، اور نتیجہ یہ نکلا کہ بدسلوکی اور جوابی زیادتی ہوئی۔ اس کے بعد دوسرا ملزم اندر آیا اور فیرو کو کمر سے پکڑ لیا۔ اس ملزم کو بری کر دیا گیا کیونکہ اس بات کا کوئی اشارہ نہیں تھا کہ اپیل کنندہ کے فیرو پر حملہ کرنے کے ارادے کی مدد کے لیے کیا گیا تھا اور اسے اپنے طور پر حملہ کرنے کے تمام ارادے سے بری کر دیا گیا؛ اور نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ کا بھی آخری لمحے تک ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر دوسرا ملزم جلدی سے اندر کیوں آئے اور فیرو کو کمر سے کیوں پکڑے؟ اگر اس کا اپنے طور پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی اس کے حملے میں اپیل کنندہ کی مدد کرنے کا کوئی ارادہ تھا، تو دوسرا معقول نتیجہ یہ ہے کہ اس نے لڑائی روکنے کی کوشش کی۔ حالات میں اس نتیجے پر پہنچنا مناسب ہوگا، کیونکہ جب شریک ملزم کو کسی دوسرے معاملے کی طرح بری کر دیا جاتا ہے تو ملزم کسی بھی شک کے فائدے کا اتنا ہی حقدار ہوتا ہے۔ کسی بھی صورت میں، عدالت عالیہ پر یہ واجب تھا کہ وہ سزا میں اضافے کا فیصلہ کرنے سے پہلے دیے گئے فیصلے سے زیادہ قطعی نتیجے پر پہنچے۔

فاضل جج صرف یہ وجہ بتاتے ہیں کہ فیرو غیر مسلح تھا اور چونکہ حملہ چاقو سے کیا گیا تھا اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اپیل کنندہ نے ظالمانہ یا غیر معمولی انداز میں کام نہیں کیا۔ اس کے باوجود، وہ اس نتیجے کو برقرار رکھتے ہیں کہ جرم مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 304 کے تحت آتا ہے، نہ کہ دفعہ 303 کے تحت۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

سزا کا سوال صوابدیدی کا معاملہ ہے اور یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ جب صوابدید کو قبول شدہ عدالتی خطوط پر مناسب طریقے سے استعمال کیا گیا ہے، تو اپیلٹ عدالت کو کسی ملزم شخص کے نقصان میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے سوائے بہت مضبوط وجوہات کے جن کا انکشاف ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر دلیپ سنگھ بنام ریاست پنجاب ([1]) اور نار سنگھ بنام ریاست اتر پردیش ([2]) کے مشاہدات دیکھیں۔ اضافہ کے معاملے میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے جب منظور شدہ سزا کافی سزا عائد کرتی ہے۔ مداخلت کا مطالبہ صرف اس وقت کیا جاتا ہے جب یہ واضح طور پر ناکافی ہو۔ ہماری رائے میں، ان اصولوں کا مشاہدہ نہیں کیا گیا ہے۔ بیان کردہ حالات میں یہ ماننا ناممکن ہے کہ سیشن جج نے خاطر خواہ سزا نہیں دی، اور عدالت عالیہ کے ججوں کی طرف سے سزا کو واضح طور پر ناکافی سمجھنے کے لیے کوئی مناسب وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔ ان حالات میں، اس مقدمہ کے تمام تحفظات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، ہماری رائے ہے کہ اپیل (جو سزا کے سوال تک محدود ہے) کی اجازت دی جانی چاہیے اور یہ کہ عدالت عالیہ کی طرف سے عائد سزا کو ایک طرف رکھ دیا جانا چاہیے اور سیشن عدالت کی سزا کو بحال کیا جانا چاہیے۔ اس کے مطابق حکم دیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document